حدیث کی اہمیت

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

گو آج کل بعضوں کو یہ بھی خبط ہے کہ ہر چیز کی دلیل قرآن سے مانگتے ہیں۔ مگر یہ غلطی عظیم ہے۔
اسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے عدالت میں فلاں گواہ فلاں گواہ پکارے جاتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ
سے دعویٰ ثابت کیا جاتا ہے۔ مدعا علیہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ گو یہ گواہ مجروح نہیں، مگر میری تسلی تو جب ہوگی
جبکہ فلاں فلاں گواہ گواہی دیں تو کیا عدالت اسکی درخواست کو پورا کرنا ضرور سمجھے گی ہرگز نہیں پس اسی طرح
قرآن وحدیث کے احکام پر مشتمل گواہ ہیں۔ اور اجماع اور اجتہاد مجتہد مستند ہیں۔ انہیں دو اصولوں کی
طرف اور اصل قرآن وحدیث ہی ہیں۔ اور اجماع و اجتہاد مجتہد مظہر حکم ہیں، مثبت حکم نہیں۔ اور حدیث
میں کتاب کی طرف ایسا استناد نہیں۔ بلکہ سنت خود مستقل طور پر مثبت احکام ہے بعضوں نے
جو تصر سافت کرکے فقط قرآن ہی کو کافی سمجھا ہے۔ یہ بالکل گمراہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قرآن دیا گیا ہوں اور اسکی مثل اور دیا گیا ہوں (یعنی احادیث جو وحی
غیر متلو ہیں) مثل کو مقارن کتاب اللہ کے فرمایا ہے۔ اور چند احکام آپ نے فرمائے کہ یہ قرآن میں کہاں
ہیں۔ جن میں یہ بھی تھا کہ گدھے کا کھانا حرام ہے۔ پس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدھا کھانا حرام ہے۔ پھر کیسے
کہہ سکتے ہیں کہ فقط قرآن مجید کافی ہے۔ جبکہ مشاہدہ گواہ ہے۔ گو بہت احکام قرآن مجید میں نہیں اور
احادیث میں ہیں اور حکم مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ (جو کچھ رسول تم کو
دیں اسکو لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیا کریں تم رک جایا کرو۔) ان احکام پر بھی عمل مثل عمل باحکام قرآن
واجب ہے۔ اور اگر شبہ ہو کہ قرآن تو تبیاناً لکل شیء ہے۔ (یعنی ہر چیز اس میں موجود ہے۔) جواب
یہ ہے کہ تبیاناً لکل شیء من المہمات۔ (یعنی مہمات میں سے ہر چیز اس میں موجود ہے۔) اور
مہم کا مفہوم مشکک ہے سو جو مہمات قرآن میں مذکور ہیں۔ اسی درجہ کی مہمات مراد ہیں۔ یا تبیان سے
مراد عام ہے خواہ جزئیاً ہو یا کلیاً اور کلیاً ہر حکم کا ثابت ہونا یہ قرآن کی طرف منسوب ہو سکتا ہے ان
آیات کے اعتبار سے کہ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ (تم کو جو کچھ رسول دیں

(باقی صفحہ ۱۵ پر)